ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

پاک فوج میں اردو صحافت

Urdu Journalisim in Pak Army

ڈاکٹر محمد شفیق
پاکستان رینجرز (پنجاب)

Abstract:

The regular physical age of Urdu journalism is not more than two hundred and thirty years. There is no doubt that Journalism reflects every aspect of national life. By uncovering the real events and situations, highlighting the reality of things, it shows the currents of national thought and thought in a positive way. Regular Urdu journalism begins with the era of Tipu Sultan, who organized the publication of the first weekly Urdu newspaper "FUJI AKHBAR" for the forces of Mysore in 1794. The mood of this newspaper was purely military. In the Second World War, under the military necessity, the British forces gathered the foremost writers and poets of the subcontinent and laid the foundation of military journalism from the platform of the public relations department. In the prominent military magazines and journals of this era, "JAWAN", "JANG KI KHABRAIN", "OFFICER", "FUJI AKHBAR", "HAQQ" and "LARAI KI BATAIN" are prominent while among the journalists "Major Maulana Chirag Hasan Hasrat", "Major Syed Zameer Jafari", "Captain Abdul Wahid", "Colonel Majeed Malik", "Lt. Colonel Faiz Ahmad Faiz", "Captain N. M. Rashid", "Captain Masood Shahid", "Captain (later Colonel) Masood Ahmed", "Hasan Askari", "Javed Khattak", "Inamul Haq Qazi", "Mumtaz Alvi", "Tayyab Hussain" and "Tasawar Ali Haider" stand out. Even after the establishment of Pakistan, this process continued from the military platform. In the army, from the unit level to the corps level, there are treasures of military magazines and journals in various libraries. Even today, dozens of magazines and journals are being published by various military institutions, including Hilal, Sarshad and Delivery, Pakistan Army Journal, Leadership, Alamgirin, Infantry, Bareen, Chanareen, Shaheen, Shaheswar, Izzat and Iqbal, Najjar and Huma. are Thanks to the day and night hard work of the uniformed journalists involved in the convoy of military journalism, there is a spring in the tree of journalism. The pen assistants of these journals presented such creative content with their unique style of expression that the quality of the literary material published in these magazines and journals is not inferior to the quality of literary pamphlets published at the national level, while Syed Zameer Jafari Renowned literary figures like Colonel Mohammad Khan, Brigadier Siddique Salik, Brigadier Solat Raza, Colonel Ashfaq Hussain and Colonel Khalid Mustafa have started their penmanship with these forgotten military journals.

کلیدی الفاظ: ارتقائے اُردو اور عساکر ، بیرونی حملے ، فوجی چھاؤنیاں ، فوجی اداروں میں اُردو صحافت ، افواجِ پاکستان اور اُردو ادب

صحافت کیا ہے؟ اس ضمن میں محققین آغاز کار ہی سے مختلف خیالات کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ یہ وہ موقع ہے جہاں صحافت کی تعریف کی جائے نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے۔ اختصاراً یہی کہا جاسکتا ہے کہ اُردو صحیفہ نگاری کی باقاعدہ طبعی عمر سوا دو سو سال سے زیادہ نہیں۔ بلاشبہ صحافت قومی زندگی کے ہر شعبہ کی بھرپور عکاسی کرتی ہے. اصل حالات اور واقعات سے پردہ اٹھاتے ہوئے چیزوں کی اصلیت کو اجاگر کرتی ہے اور قوم کی فکر و سوچ کے دھاروں کو مثبت راہ عمل دکھاتی ہے۔ ہمارے صحافی ہمیشہ سے یہ مقدس فریضہ ادا کرتے آئے ہیں۔ ہر دور میں حریت آزادی اور فکر و عمل کی یہ مشعل روشن رکھی. اُردو صحافت کا باقاعدہ آغاز ٹیپو سلطان کے عہد سے ہوا جنہوں نے میسور کی افواج کے لیے ۱۷۹۴ میں اولین ہفت روزہ اُردو اخبار "فوجی اخبار" کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ اس

پرچے کا مزاج خالصتاً فوجیانہ تھا۔ اس میں فوجی سرگرمیوں، افسروں کی تقرری و تبادلے اور فوج سے متعلق سرکاری احکامات شامل ہوتی تھیں۔ بریگیڈئیر عنایت الرحمن صدیقی کا کہنا ہے:

> " برصغیر میں فوجی صحافت کی ابتدا حضرت سلطان ٹیپو کے عہد سے ہوتی ہے۔ جنہوں نے اپنی افواج کے لئے سب سے پہلا "فوجی اخبار" باقاعدہ پریس سے چھپوا کر ۱۷۹۴ میں شائع کیا۔" (۱)

بعد ازاں دوسری جنگ عظیم میں عسکری ضرورت کے تحت برطانوی افواج نے ہندوستان کے صف اوّل کے ادبا و شعرا کو جمع کر کے شعبہ تعلقات عامہ کے پلیٹ فارم سے فوجی صحافت کی بنیاد رکھی۔ اس دور کے نمایاں رسائل و جرائد میں "جنگ کی خبریں"، "جوان"، "افسر"، "فوجی اخبار"، "حق" اور "لڑائی کی باتیں" نمایاں ہیں۔ جب کہ صحافیوں میں میجر مولانا چراغ حسن حسرت، کیپٹن عبدالواحد، کرنل مجید ملک، لیفٹیننٹ کرنل فیض احمد فیض، میجر سید ضمیر جعفری، کیپٹن ن۔م۔راشد، کیپٹن مسعود شاہد، کیپٹن (بعد میں کرنل) مسعود احمد، حسن عسکری، جاوید خٹک، انعام الحق قاضی، ممتاز علوی، طیب حسین اور تصور علی حیدر کے اسماء قابلِ ذکر ہیں۔ بریگیڈیئر عنایت الرحمن صدیقی اس ضمن میں تحریر کرتے ہیں:

> " برطانوی افواج نے جنوب مشرقی ایشیائی کمان کے لئے کلکتہ سے ایک اور اخبار "جوان" کے نام سے جاری کیا۔ میجر مولانا چراغ حسن حسرت، کیپٹن مسعود شاہد اور کیپٹن (کرنل) مسعود احمد مختلف اوقات میں اس کے مدیر رہے۔ پھر سنگاپور سے "جوان" کا اجرا کیا گیا۔ اس کے نگران اعلیٰ بھی میجر مولانا حسرت تھے۔ ان کے عملہ میں مسعود احمد، حسن عسکری، جاوید خٹک، انعام الحق قاضی، جعفر طاہر، اقبال قزلباش اور ضمیر جعفری شامل تھے۔ چینی مطبع میں اُردو کا یہ اخبار موتیوں کی طرح چھپتا تھا۔ ضمیر جعفری کے خیال میں اُردو طباعت کا یہ معیار خود ہمارے ہاں آج بھی اکثر اخبارات کو نصیب نہیں۔" (۲)

برطانوی عہد میں فوجی پلیٹ فارم سے دوسری جنگ عظیم کے دوران پہلا اُردو اخبار "فوجی اخبار" انڈین ملٹری ہیڈ کوارٹر دہلی سے جاری کیا گیا۔ عنایت الرحمن صدیقی فرماتے ہیں:

> " یہ ایک ہفتہ وار رسالہ تھا جو دوسری جنگ عظیم کے دوران دہلی سے شائع ہوتا تھا۔ کیپٹن عبدالواحد مدیر تھے۔" (۳)

قیام پاکستان کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری و ساری رہا۔ پاک فوج میں یوں تو ہزاروں صاحبِ سیف و قلم موجود رہے ہیں تاہم یہاں صرف ان مشاہیر اہلِ قلم کا تذکرہ ممکن ہے جنہوں نے اُردو ادب کی خدمت کے ساتھ صحافت کی دنیا میں فتوحات کے جھنڈے گاڑے۔ کرنل اشفاق حسین ۱۵ کتابوں کے مصنف ہیں، فوج میں کمیشن لینے سے قبل پنجاب یونیورسٹی سے صحافت میں ایم اے کرنے کے ساتھ ساتھ صحافتی سطح پر اپنی خدمات پیش کر چکے تھے۔ فوج میں صحافت سے وابستگی یوں رہی کہ انہوں نے فوج کے ترجمان رسالہ "ہلال" میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے۔ عسکری ملازمت کے دوران زیادہ تر فوج کے شعبہ تعلقات عامہ سے وابستہ رہے۔ قارئینِ کرام یہ تو جانتے ہیں کہ کرنل محمد خان اُردو ادب کے صف اوّل کے مزاح نگار ہیں لیکن کم قارئین یہ جانتے ہیں کہ وہ ایک بلند پایہ صحافی بھی تھے۔ انہوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد ۱۹۸۱ میں "اُردو پنچ" کے نام سے راولپنڈی سے ادبی پرچہ جاری کیا۔ جس سے طنز و مزاح کے کئی شگوفے پھوٹے۔ "اردو پنچ" کے اولین شمارے میں جن مصنفین کے مضامین شامل تھے ان میں جنرل شفیق الرحمن، ڈاکٹر وزیر آغا، بریگیڈئیر صدیق سالک، محمد خالد اختر، ممتاز مفتی، رضیہ فصیح احمد، مشکور حسین یاد، مستنصر حسین تارڑ، ڈاکٹر انور سدید، مختار زمن، پطرس بخاری، محمد منشا یاد، بشریٰ رحمن، چراغ حسن حسرت، کرنل اشفاق حسین، ڈاکٹر صفدر محمود، سید ضمیر جعفری اور کرنل محمد خان جب کہ منظومات میں سید ضمیر جعفری، دلاور فگار، مسٹر دہلوی، سرفراز شاہد، سید محمد جعفری، رئیس امروہوی، مولانا احسن مارہروی، قتیل شفائی، انور مسعود، تابش دہلوی اور امیر الاسلام ہاشمی شامل ہیں۔ حجم کے لحاظ سے یہ کسی

کتاب سے کم نہ تھا۔ اس کا سالانہ شمارہ ۱۹۹۵ تک جاری ہوتا رہا۔ اسی طرح کرنل مختار گیلانی "بدر سے پانی پت تک"، "جمل سے سرنگاپٹم"، "سیکشن سے بٹالین تک"، "پانی پت کی تین لڑائیاں"، "غزنی سے سومنات" اور "بھول نہیں سکتا" جیسی کتابوں کے مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ انہوں نے راولپنڈی سے "ڈیفنس ڈائجیسٹ" جاری کیا۔ اس پرچے کا مقصد پاک فوج اور عوام کے درمیان افہام و تفہیم، اپنائیت اور یگانگت کو فروغ دیتے ہوئے عام قارئین کو دفاعی امور کے بارے میں معلوماتی نوعیت کا مواد مہیا کرنا تھا۔ گویا مختار گیلانی نے "ڈیفنس ڈائجسٹ" کی صورت میں سپاہی قلم کاروں کو ایک ادبی پلیٹ فارم مہیا کیا۔ جب کہ صوبیدار سخی محمد جو "مرزا سخی" کے نام سے معروف تھے اُردو ادب اور انگریزی میں ایم اے کے علاوہ لندن یونیورسٹی سے صحافت میں ڈپلومہ بھی حاصل کر رکھا تھا۔ آرمی ایجوکیشن کور کے جریدے "تعلیم" سے منسلک رہے۔ اسی طرح لیفٹیننٹ کرنل غلام جیلانی خان جی ایچ کیو کے عسکری ترجمان جریدہ "پاکستان آرمی جرنل" کے اُردو ایڈیشن کے ایڈیٹر رہے۔ جب کہ میجر محمد جمیل ڈار اردو صحافت میں جو "ابوذر غفاری" کے نام سے جانے جاتے ہیں، پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول کے جریدہ "قیادت" سے وابستہ رہے۔ فوجی ملازمت مکمل کرنے کے بعد انہوں نے "قیادت" کے نام سے ادبی رسالہ بھی جاری کیا جس نے بے بہا ادبی تخلیقات پیش کیں۔

لیفٹیننٹ کرنل محمد ایوب خان جو کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں وہ اردو ماہنامہ "محقق" کے ایڈیٹر و پبلشر رہے، اسی طرح "سپاہی علی نظامی" عسکری صحافت سے وابستگی کے ساتھ ساتھ ادبی رسالہ "دور جدید" کراچی کے ایڈیٹر رہے۔ کیپٹن ممتاز ملک فوجی سروس کے بعد نوائے وقت لاہور کے سنئیر سب ایڈیٹر اور روزنامہ "زمیندار" سے وابستہ رہنے کے بعد محکمہ اطلاعات میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر بھی رہے۔ اسی طرح کرنل قاسم نے فوجی سروس مکمل کرنے کے بعد ۱۹۹۴ میں کراچی سے ادبی پرچے "فوجی ڈائجسٹ" کی اشاعت کا آغاز کیا جس نے عسکری و عوامی مصنفین کو ایک خالص ادبی پلیٹ فارم مہیا کر دیا۔ اس بے مثال پرچے نے نئے لکھنے والوں کی بھی حوصلہ افزائی کی۔ یوں اس سے کئی نئے ادبی شگوفے پھوٹے۔ الغرض بہت سے ایسے نام مزید لیے جاسکتے ہیں جو گوشہ گم نامی میں گم نام زندگی گزار رہے ہیں۔ تاہم طوالت کے خوف سے یہاں صرف ان مشاہیر قلم کا تذکرہ شامل ہو گا جنھوں نے فوجی محاذ کے ساتھ ساتھ قلمی محاذ پر بھی فتوحات کے پرچم لہرانے کے ساتھ ساتھ ایک ادارہ اور استاد کا کردار ادا کیا۔ پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ کے ڈائریکٹر جنرلز، فوج کی مختلف فارمیشنوں و تربیتی اداروں سے جاری ہونے والے اُردو جرائد کی مجلسِ ادارت کے اراکین اور قومی سطح پر جاری ہونے والے اخبارات، رسائل و جرائد کے کالم نگار / مضمون نویس اس تحریر کا حصہ نہیں ہیں۔ تاریخ ان سپاہ گر صحافیوں پر ہمیشہ نازاں رہے گی۔ ان سپاہ گر صحافیوں کا نام شامل کئے بغیر اُردو صحافت کی تاریخ کبھی مکمل نہیں ہو گی اور کئی سوالات موجود رہیں گے۔ ناموں کی ترتیب میں حروفِ تہجی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

میجر آغا بابر:

ان کا خاندانی نام سجاد حسین ہے۔ ۳۱ مارچ ۱۹۱۴ کو بٹالہ ضلع گرداسپور (موجودہ بھارتی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کرنے کے بعد ایم اے بطورِ پرائیویٹ امیدوار مکمل کیا۔ ۱۹۴۳ سے ۱۹۴۵ تک حکومت ہند کے پبلسٹی افسر کی حیثیت سے کام کیا۔ شان دار صحافتی خدمات کی بدولت ۱۹۴۹ میں پنجاب رجمنٹ میں کمیشن حاصل کیا۔ فوج کے محکمہ تعلقاتِ عامہ میں تعیناتی کے دوران یکے بعد دیگرے "مجاھد" اور "ہلال" کے مدیر رہے۔ ۱۹۹۸ میں نیویارک میں وفات پائی اور وہیں تدفین ہوئی۔ افواج پاکستان کے ترجمان جرائد "مجاھد" اور "ہلال" کے بانی مدیر ہونے کے ساتھ ساتھ علمی و ادبی خدمات انجام دیتے ہوئے ۱۰ کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ آغا بابر زبان و بیان پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ بات کو ڈرامائی انداز میں پیش کرنے میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ عنایت الرحمن صدیقی فرماتے ہیں:

> " مسلح افواج کے اخبارات "مجاہد" اور "ہلال" کے ایڈیٹر رہنے کے علاوہ آغا بابر نے مختلف علمی و ادبی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔" (۴)

میجر ابن الحسن:

خاندانی دستاویزات کے مطابق ابن الحسن ۱۵ جولائی ۱۹۲۷ کو "بھاگل پورہ" کے قصبہ پورینی میں پیدا ہوئے اور ان کا نام سید محمد ابن الحسن رکھا گیا۔ ممتاز صحافی، ادیب، ماہر اقتصادیات، کالم نگار، شاعر اور تحریکِ پاکستان کے سرگرم رکن تھے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے قانون کی تعلیم حاصل کی۔ قیامِ پاکستان کے بعد ستمبر ۱۹۴۷ کو پاکستان ہجرت کی۔ "سندھ آبزرور" اور "دی ڈیلی گزٹ" سے وابستہ رہنے کے بعد ۱۹۴۹ میں فوج میں کمیشن حاصل کیا۔ ۱۹۵۳ میں میجر کے عہدے پر ترقی پانے کے بعد پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ سے وابستگی اختیار کی۔ ۱۹۶۲ میں فوج سے بطورِ میجر سبکدوش ہوگئے۔ ۱۹۷۰ سے ۱۹۸۲ تک "پاکستان اکنامسٹ" کے بانی ایڈیٹر بھی رہے۔ ہفت روزہ "تکبیر"، "زندگی" اور "نوائے وقت" کے مستقل مضمون نگار اور تبصرہ نگار کی حیثیت سے کام کیا۔ ان کی ابتدائی تخلیقات "ادب لطیف"، "ساقی" اور "نقوش" میں چھپتی رہیں۔ بہترین صحافتی خدمات کے اعتراف میں صدر پاکستان نے ۱۹۹۱ میں ستارہ امتیاز کے اعزاز سے نوازا۔ ان کی مشہور تصنیف "جملہ معترضہ "مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہونے کے بعد تصنیفی صورت میں منظرِ عام پہ آئی جو کالموں کا مجموعہ ہے۔ عسکری حلقوں میں صحافتی وادبی شہرت رکھنے والا یہ قلم کار ۱۸ فروری ۱۹۹۴ کو کراچی میں انتقال کر گیا۔ عنایت الرحمن صدیقی لکھتے ہیں کہ:

"ابن الحسن جو شروع میں علمی و ادبی منصوبوں میں سرگرمی سے حصہ لیتے رہے۔ ان کا شمار ملک کے ممتاز ترین صحافیوں میں ہوتا ہے۔"(۵)

سپاہی حبیب شاہ:

حبیب ۱۸۹۱ میں گجرات کے علاقے جلال پور جٹاں میں پیدا ہوئے۔ سکاچ مشن ہائی اسکول وزیر آباد سے میٹرک پاس کرنے کے بعد اسی ادارے میں تدریسی فرائض انجام دینے لگے۔ برطانوی فوج میں شمولیت اختیار کی اور جنگ عظیم کے بعد فوج کو خیر آباد کہہ کر کولکتہ سے جاری ہونے والے روزنامہ "صداقت" کی ادارت سنبھال کر صحافیانہ زندگی کا آغاز کیا۔ مسجد کان پور کی شہادت پر اداریہ لکھنے کی پاداش میں اخبار بند کر دیا گیا۔ جلد ہی انہوں نے "راہبر" کے نام سے نیا اخبار جاری کیا، مگر بے باکی کے باعث برطانوی حکومت نے اسے بھی بند کر دیا۔ آزاں بعد روزنامہ "سیاست" جاری کیا۔ اس اخبار نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔ آزادی ہند کے بعد ۱۹۴۹ میں کراچی سے روزنامہ "غازی" جاری کیا مگر شاہ جی کو ایک مرتبہ پھر سچ کی سزا دیتے ہوئے یہ اخبار بھی بند کر دیا گیا۔ حبیب شاہ صحافتی افق پر نمایاں کردار ادا کرنے کے ساتھ اُردو شعر و ادب اور ترجمہ نگاری میں بھی خدمات انجام دیں۔ ان کی ۹ کتابیں "گل انصاف"، "چپ جی"، "سگ باسکرول"، "انمول رتن"، "سفر نامہ افغانستان" اور "سفر نامہ چترال" تصنیفی صورت میں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کی ادبی نگارشات رسد ور سائل اور ہلال میں بھی شائع ہوتی رہیں۔ قلم کا یہ گم نام شہسوار ۲۳ فروری ۱۹۵۲ کو لاہور میں وفات پا گیا۔ کرنل خالد مصطفیٰ کا کہنا ہے کہ:

" سپاہی حبیب شاہ نے مختلف اوقات میں روزنامہ صداقت، راہبر اور روزنامہ غازی جاری کئے۔"(۶)

کیپٹن رمضان تبسم:

تبسم قریشی کے قلمی نام سے شہرت پانے والے محمد رمضان ۱۴ جنوری ۱۸۹۸ کو موضع قلعدار ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۳ میں منشی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد محکمہ تعلیم میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ پھر فوج میں سپاہی بھرتی ہوئے لیکن جلد ہی دوبارہ تدریسی خدمات پر مامور ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران ۱۹۴۳ میں فوج میں شمولیت اختیار کی اور کمیشن پایا۔ پیشہ ورانہ خدمات کے ساتھ ساتھ ادب سے بھی وابستہ رہے اور ۳ کتب "خمخانہ دل"، "غم آشام" اور "انمول خزانے" اب تک سامنے آچکی ہیں۔ فوج سے بطور کپتان سبکدوش ہوئے۔ صحافت میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیتے ہوئے ہفت روزہ "غازی" اور "محب کسان" کے مدیر رہے۔ ان کی خدمات کے متعلق ڈاکٹر شاکر کنڈان فرماتے ہیں:

" آپ ایک اچھے شاعر، بہترین ادیب اور عمدہ صحافی تھے۔"(۷)

کرنل خالد مصطفیٰ ان کی ادبی وصحافتی خدمات کا یوں ذکر کرتے ہیں:

" آپ اردو اور فارسی زبان کے شاعر، ادیب، مترجم اور صحافی تھے۔ آپ نے صحافت کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔ آپ ہفت روزہ "غازی" اور "محب کسان" گجرات جیسے مشہور جرائد کے مدیر رہے۔"(۸)

کیپٹن رمضان نے ۱۸ دسمبر ۱۹۷۳ کو گجرات میں وفات پائی۔

لیفٹیننٹ کرنل شیر محمد شاد:

اردو زبان و ادب کے شاعر و ادیب شیر محمد شاد ۱۹۱۵ میں اٹک کی تحصیل پنڈی گھیب کے علاقے موضع دندی میں پیدا ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم میں آرڈیننس کور میں کمیشن حاصل کیا۔ عسکری مصروفیات کے باوجود مشق سخن جاری رہا۔ فوجی سروس مکمل کرنے کے بعد "قیادت" کے نام سے پرچہ نکالا۔ کیپٹن شاکر کنڈان لکھتے ہیں:

" آپ اپنی زندگی میں ادبی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔ ایک رسالہ "قیادت" بھی جاری کیا تھا۔"(۹)

۲۴ جون ۱۹۸۰ کو راولپنڈی میں وفات پائی اور اپنے علاقے میں مدفون ہوئے۔

کیپٹن عطاء محمد المعروف حاجی لق لق:

حاجی لق لق کے قلمی نام سے شہرت یافتہ عطا محمد ۱۴ ستمبر ۱۸۹۷ کو پٹی مغلاں ضلع فیروزپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ عطا مقبول مزاحیہ شاعر، افسانہ نگار، ادیب اور ممتاز صحافی تھے۔ ایف اے کرنے کے بعد فوج میں بطور مترجم شمولیت اختیار کی اور ۱۹۳۱ میں کپتان کے رینک سے سبکدوش ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم میں دوبارہ فوج میں خدمات انجام دیں اور ریٹائرمنٹ کے بعد کچھ عرصہ امرتسر رہے اور وہاں سے روزنامہ مساوات سے صحافتی زندگی کا آغاز کیا۔ کچھ عرصہ بعد لاہور منتقل ہو گئے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ "انقلاب"، "احسان"، "شہباز"، "مغربی پاکستان" اور "نوائے وقت" کے لیئے کالم نگاری کرتے رہے۔ ان کی ادبی تخلیقات کی تعداد ۱۲ ہے۔ ان کا شمار اردو کے ابتدائی مزاح نگاروں میں ہوتا ہے۔ عنایت الرحمن صدیقی لکھتے ہیں:

" زمیندار کے علاوہ حاجی لق لق اس وقت کے دوسرے اخباروں شہباز، انقلاب، مغربی پاکستان، نوائے وقت، احسان اور ناقوس میں بھی کالم نویسی کرتے رہے۔"(۱۰)

میجر مولانا چراغ حسن حسرت:

وادی کشمیر کے ضلع پونچھ کے موضع بمیار میں جنوری ۱۹۰۴ میں آنکھ کھولنے والے چراغ حسن حسرت اُردو صحافت میں کالم نگاری کے بانیوں میں سے ہیں۔ ادبی قارئین چراغ حسن حسرت کی ادبی خدمات سے تو آگاہ ہیں لیکن کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ وہ ایک فوجی بھی تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں سے حاصل کرنے کے بعد شملہ کا رخ کیا۔ ۵ ماہ بطورِ مدرس خدمات انجام دینے کے بعد کولکتہ میں اخبار نویس کی حیثیت سے صحافتی زندگی کا آغاز کیا۔ استاد، ادیب، شاعر، افسانہ نگار، کہانی کار، مزاح نگار، خاکہ نگار، مترجم، سکہ بند فوجی اور مقبول صحافی میجر مولانا چراغ حسن حسرت نے جہاں فوج میں صحافت کو باقاعدہ ایک ادارے کی شکل دی وہیں فوجی صحافیوں کی تربیت بھی کی۔ "ہلال" آج بھی اپنے بانی کی روایت کو قائم رکھے ہوئے ہے۔ حسرت کا تکیہ کلام "مولانا" تھا اور وہ جب بھی کسی کو مخاطب کرتے تھے تو مولانا کا مخصوص لفظ ہی استعمال کیا کرتے تھے، اسی مناسبت سے مولانا ان کے نام کا سابقہ بن گیا۔ میجر چراغ حسن حسرت نے فارسی اور عربی کی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پھر بی اے کے بعد شملہ بھارت میں فارسی زبان و ادب کے استاد مقرر ہوئے۔ اس کے بعد کولکتہ چلے گئے جہاں مولانا ابوالکلام آزاد سے نیاز حاصل رہا۔ کولکتہ سے جاری ہونے والے رسالہ "عصرِ جدید" کے مدیر رہے۔ اسی پرچے سے کالم نویسی کا آغاز کیا۔ "کوچہ گرد" کے قلمی نام سے لکھا۔ آزاں بعد ادبی رسالہ "نئی دنیا" میں "سندباد جہادی" کے نام سے بھی کالم نگاری کرتے رہے۔ کچھ عرصہ لاہور میں زمیندار سے وابستہ رہنے کے بعد دوسری جنگِ عظیم میں برطانوی فوج میں شمولیت اختیار کر لی اور فوج کے سرکاری ترجمان "فوجی اخبار" میں بطورِ مدیر کام شروع کیا۔ برطانوی فوج نے بعد میں کوالالمپور سے روزنامہ "جوان" کا اجراء کیا تو اس کے بھی مدیر مقرر کر دیئے گئے۔ کرنل مسعود اور میجر سید ضمیر جعفری کا شمار آپ کے ہونہار شاگردوں میں سے ہے۔ مولانا کی ادبی تصانیف کی تعداد ۱۴ ہے۔ اُردو میں فوجی صحافت کے قافلہ سالار نے ۲۶ جون ۱۹۵۵ کو لاہور میں وفات پائی۔ حسرت میانی صاحب قبرستان میں آسودہ خاک ہیں۔ ان کی صحافتی خدمات کے اعتراف میں بریگیڈیئر عنایت الرحمن صدیقی لکھتے ہیں:

" اگر میجر مولانا چراغ حسن حسرت فوج کو نہ ملتے تو شاید فوجی صحافت محض فوجی رہتی، صحافت نہ بن سکتی۔"(۱۱)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

بریگیڈیر صولت رضا:

۶ اکتوبر ۱۹۵۲ کو سید رفاقت کے ہاں پشاور میں جنم لینے والے سید صولت رضا نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم صحافت کے بعد اسی پیشہ سے بطورِ سب ایڈیٹر نوائے وقت لاہور وابستگی اختیار کر لی۔ عطاء الحق قاسمی، محمود شامی، عبد القادر حسن، رفعت آپا اور سید انور قدوائی صولت رضا کے اس دور کے ساتھی اخبار نویسوں میں سے تھے۔ ۱۹۷۱ میں پاک فوج میں منتخب ہوئے۔ پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول سے بنیادی عسکری تربیت مکمل کرنے کے بعد ۲۳ فیلڈ آرٹلری رجمنٹ میں کمیشن ملا۔ ۱۹۷۴ میں ان کی عسکری خدمات فوج کے شعبہ تعلقات عامہ کے سپرد کر دی گئی۔ ۳۱ سال عسکری فرائض انجام دینے کے بعد جولائی ۲۰۰۳ میں برگیڈیئر کے رینک سے فوج سے سبکدوش ہوئے۔ اگست ۲۰۰۳ سے ستمبر ۲۰۱۱ تک نیشنل یونیورسٹی آف لینگویجز (نمل) میں شعبہ ماس کمیونیکیشن کے بانی چیئرمین کی حیثیت سے کام کیا۔ ۵ سال تک غیر فوجی کالم کے عنوان سے روزنامہ "خبریں" میں کالم لکھتے رہے۔ صولت نے خاکی زندگی کے تجربات کی روشنی میں اپنی کتاب "غیر فرجی کالم" میں تحقیق سے یہ ثابت کیا کہ فوجی جرنیلوں کو سیاسی معاملات سے دور رہنا چاہیے۔ اس سے قبل وہ پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول میں بنیادی تربیت حاصل کرنے والے کیڈٹ کی کتھا "کاکولیات" جب کہ روزنامچے پر مشتمل کتاب "نمکیات" تصنیفی صورت میں قارئین ادب کی خدمت میں پیش کر چکے تھے۔ بریگیڈیر صولت رضا آج کل اسلام آباد میں "سچ" ٹی وی سے وابستہ ہیں۔ صولت رضا نے فوج اور صحافت کے درمیان پل کا کردار ادا کیا۔ ان کے بیٹے کرنل قمبر بھی پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ سے وابستہ ہیں۔

شاکر کنڈان فرماتے ہیں:

" صحافتی تجربے کی بنیاد پر صولت رضا کی پوسٹنگ آئی ایس پی آر میں ہوئی۔ فوجی سروس کے دوران بھی ان کے اندر کا صحافی زندہ رہا" (۱۲)

میجر سید ضمیر جعفری:

اُردو کے ادبی پیر و مرشد سید ضمیر جعفری یکم جنوری ۱۹۱۶ کو موضع چک عبد الخالق ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ اسلامیہ کالج لاہور سے گریجویشن کرنے کے بعد ضلع جہلم میں کچھ عرصہ گرداور رہے. آزاں بعد ڈپٹی کمشنر جہلم کے پی۔اے۔ بھی رہے۔ دوسری جنگ عظیم شروع ہوتے ہی برطانوی فوج میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۴۵ میں وائسرائے کمیشن حاصل کرنے کے بعد سنگاپور چلے گئے جہاں میجر چراغ حسن حسرت کی ادارت میں چھپنے والے اخبار "جوان" اور "فوجی اخبار" میں ان کی شاگردی اختیار کی۔ ۱۹۴۸ میں کچھ عرصہ فوجی سروس سے علیحدہ رہنے کے بعد دوبارا شامل ہوئے اور ۱۹۶۶ میں فوج کے شعبہ تعلقات عامہ سے بطورِ میجر سبکدوش ہوئے۔

سید ضمیر جعفری ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل پاکستان نیشنل سنٹرز بھی رہے اور ایڈیشنل چیف کمشنر برائے افغان مہاجرین بھی تعینات رہے۔ اسلام آباد کے ترقیاتی ادارے سی۔ڈی۔اے۔ میں ڈائریکٹر تعلقات عامہ بھی رہے۔ اکادمی ادبیات پاکستان کے سہ ماہی مجلے "ادبیات" کے بانی ایڈیٹر رہے. روزنامہ "غالب" لاہور اور "باد شمال" راولپنڈی کے چیف ایڈیٹر بھی رہے۔ "امروز"، "نوائے وقت"، "جنگ" اور ماہنامہ "افتخار ایشیاء" میں کالم بھی لکھتے رہے۔ پچاس سے زیادہ کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔

حکومت پاکستان نے ان کی علمی، ادبی و صحافتی خدمات کے اعتراف میں ہمایوں گولڈ میڈل، تمغہ قائد اعظم اور صدارتی تمغا برائے حسن کارکردگی کے اعزازات سے نوازا۔ عنایت الرحمن صدیقی کا کہنا ہے کہ:

"ضمیر ایک صاحب طرز ادیب، شاعر اور صحافی ہیں مگر ان کی شہرت کا اغاز ایک صحافی کی حیثیت سے ہوا۔ فوج میں صحافت کے ارتقا میں ضمیر جعفری کو اہم مقام حاصل ہے۔" (۱۳)

الفاظ، مزاج اور چہرے پر شگفتگی سجائے رکھنے والا یہ تخلیق کار بھی ۱۲ مئی ۱۹۹۹ کو مرحوم ہو گیا۔ ضمیر جعفری کی تدفین ان کی وصیت کے مطابق درپہلو سید محمد شاہ بخاری کھیاراشریف موضع مندرہ ضلع راولپنڈی میں ہوئی۔

کرنل ضیاالدین احمد سلہری:

ضیاالدین احمد سلہری ۶ جون ۱۹۱۳ کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد دوسری جنگ عظیم میں برطانوی افواج کے محکمہ تعلقات عامہ میں موثر صحافتی خدمات انجام دیں۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۰ میں کراچی سے "ایوننگ ٹائم" کے نام سے اخبار جاری کیا۔ ۱۹۶۵ کی جنگ کے دوران ان کو فوج کے شعبہ تعلقات عامہ میں براہِ راست کرنل رینک میں کمیشن دیا گیا۔ بریگیڈیئر عنایت الرحمن صدیقی لکھتے ہیں:

" کرنل سلہری کو افواج کے محکمہ تعلقات عامہ کا ڈائیریکٹر بنا دیا گیا۔ شعبہ تعلقات عامہ نے سلہری صاحب کے مختصر دور میں ملک کے صحافیوں، دانشوروں اور ادیبوں کو ایک بھرپور پروگرام کے تحت دفاعی معاملات میں براہِ راست شریک کیا۔ ملکی اور غیر ملکی صحافیوں کو اپنے محاذ تک لے گئے اور ۶۵ کی جنگ کی زندہ جھلکیاں دکھائیں۔ یہ ابلاغ بے حد موثر رہا۔ اس سے قبل دوسری جنگ عظیم میں بھی برطانوی فوج نے ان کی خدمات سے فائدہ اٹھایا اور وہ فوج سے باقاعدہ منسلک رہے۔" (۱۴)

صحافی اور ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک عمدہ مترجم بھی تھے۔ ہیر لیمب کی معروف کتاب "بینی بال" کو انہوں نے ہی اردوایا۔ ان کی معرکتہ الآرا تصنیف "My Leader" ہے جس میں قیام پاکستا، وطن عزیز کا نقشی اور بانی پاکستان کا تعارف درج ہے۔ کرنل سلہری ایوننگ ٹائم اور پاکستان ٹائم کے ایڈیٹر رہے۔ عنایت الرحمن صدیقی لکھتے ہیں:

" کرنل سلہری ایوننگ ٹائم کراچی کے بانی ایڈیٹر تھے جو انہوں نے ۱۹۵۰ میں جاری کیا۔ ۱۹۵۴ میں اسے ٹائم آف کراچی کا نام دیا اور صبح کے اخبار میں تبدیل کر دیا۔۔۔۔۔ پاکستان ٹائم کے ایڈیٹر تو وہ کئی سال رہے۔" (۱۵)

روس افغانستان جنگ کے دوران روزنامہ "جنگ" میں کالم لکھتے رہے جو کتابی صورت میں "مسئلہ افغانستان" کے نام سے سامنے آئی۔ انہوں نے اردو میں بہترین ادب تخلیق کیا۔

حوالدار غلام حسن:

ادبی حلقوں میں کسری منہاس کے نام سے شہرت رکھنے والے غلام حسن ۲۴ دسمبر ۱۹۰۹ کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۹ میں میٹرک پاس کرنے کے بعد آرمی سروسز کور میں بطورِ سپاہی کلرک شمولیت اختیار کی۔ انہوں نے "آرمی سروس کور جنرل" میں بطورِ اسسٹنٹ ایڈیٹر کام کا آغاز کیا اور اس فوجی جریدے کا نام "رسد ورسائل" رکھا۔ ۱۹۵۶ میں فوجی سروس مکمل کرنے کے بعد اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کی لائبریری میں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۷۴ میں "نقوش" سے وابستہ ہو گے۔ کرنل خالد مصطفیٰ فرماتے ہیں:

"کسری منہاس نے ۱۹۴۹ میں آرمی سروس کور جرنل میں اُردو سیکشن متعارف کروایا۔ (۱۶)

ان کی نثری تصنیف "فن تاریخ گوئی" جب کہ ان کی شاعری کو ڈاکٹر طاہرہ سرور نے "کلام کسری منہاس" کے نام سے تدوین کیا۔ ۲۹ نومبر ۱۹۹۵ کو انہوں نے وفات پائی۔

کرنل غلام سرور:

خطہ جہلم نے اردو ادب کو بہت سے تخلیق کار دیئے ہیں۔ ان عظیم لکھاریوں میں سے ایک اہم شخصیت غلام سرور، ۳۱ دسمبر ۱۹۲۹ کو ضلع جہلم سوہاوہ کے گاؤں سرک ڈھن میں پیدا ہوے۔ ۱۹۴۸ میں گورڈن کالج راولپنڈی سے ایف اے کے بعد درس و تدریس سے وابستہ ہوے۔ ۱۹۵۰ میں گریجویشن مکمل کی۔ ۱۹۵۷ میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے اردو کا امتحان پاس کیا۔ صوبہ سرحد کے روزنامہ "صبح"، "نوائے وقت" اور "ڈان" میں باقاعدگی سے ان کے کالم اور تجزیے چھپا کرتے تھے۔ دفاعی تجزیہ نگار، سفر نامہ نگاری، ادیب، مترجم اور ممتاز دانشور کرنل غلام سرور فوج میں شمولیت سے قبل ہی صحافتی افق پر نمودار ہو چکے تھے۔ ایجوکیشن کور میں کمیشن حاصل کیا۔ حکومتِ پاکستان نے انہیں ان کی اعلی پیشہ ورانہ خدمات کے صلے میں ۱۹۸۲ میں صدارتی ایوارڈ "ستارہ امتیاز ملٹری" دیا۔ کرنل غلام سرور کی تصانیف میں "آئینہ ایام"، "مسافرِ حرم" اور "پطرس ایک مطالعہ" نمایاں ہیں۔ ان کے بیسیوں متفرق تجزیے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

اور تبصرے مختلف اردو اور انگریزی اخبارات ورسائل میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ عسکری حلقوں سے معرضِ اشاعت میں آنے والے جرائد سالنامہ "تربیت" اور "تعلیم" میں بھی کام کیا۔ متعدد قومی اور بین الاقوامی سطح پر ہونے والے سیمینارز میں پڑھے جانے والے مقالات اس کے علاوہ ہیں۔ کرنل خالد مصطفیٰ لکھتے ہیں:

"کرنل علام سرور نے مختلف اردو اور انگریزی اخبارات میں کالم نگاری بھی کی۔"(۱۷)

انہوں نے ۲۱ دسمبر ۲۰۰۹ کو وفات پائی۔

لیفٹیننٹ کرنل فیض احمد فیض:

فیض احمد فیض ۱۳ فروری ۱۹۱۱ کو بیرسٹر سلطان محمد خان کے ہاں موضع کالا قادر ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ سکاچ مشن ہائی اسکول سیالکوٹ سے ۱۹۲۷ میں میٹرک، ۱۹۲۹ میں مرے کالج سیالکوٹ سے ایف اے، ۱۹۳۱ میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے اور ۱۹۳۳ میں اورینٹل کالج لاہور سے انگریزی ادب میں ایم اے کیا۔ ۱۹۳۵ میں عربی زبان و ادب میں ایم اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد اسی سال ایم اے او کالج امرتسر میں انگریزی کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۸ میں ماہنامہ "ادب لطیف" لاہور کے مدیر رہے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران ۱۹۴۲ میں برطانوی فوج کے شعبہ تعلقات عامہ میں کپتان کی حیثیت سے شامل ہو کر ڈپٹی ڈائریکٹر مورال تعینات ہوئے۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۶ کو فوج سے استعفی دے کر صحافتی زندگی کا آغاز کیا۔ قیام پاکستان کے بعد مختلف اوقات میں "پاکستان ٹائمز"، "امروز" اور ہفت روزہ "لیل ونہار" کے مدیر اعلی رہے۔ خالد مصطفیٰ لکھتے ہیں :

" فیض ۱۹۳۸ میں ماہنامہ ادب لطیف لاہور کے مدیر رہے۔ دوسری جنگ عظیم میں برطانوی افواج کے شعبہ تعلقات عامہ سے وابستہ رہے اور قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۷ سے ۱۹۵۸ تک روزنامہ "پاکستان ٹائمز"، "امروز" اور ہفت روزہ "لیل ونہار" کے مدیر اعلی رہے۔"

(۱۸)

فیض ۱۸ کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کو روس نے سب سے بڑے اعزاز "لینن امن انعام" سے جب کہ حکومت پاکستان نے "نشان امتیاز" سے نوازا۔ ۲۰ نومبر ۱۹۸۴ کو لاہور میں وفات پائی۔

کرنل مجید ملک:

مجید ۱۹۰۱ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۲۸ سے ۱۹۳۱ تک MUSLIM OUTLOOK لاہور کے مدیر رہے۔ ہفت روزہ SUN RISE کے بانی مدیر رہے۔ ۱۹۳۳ میں ادبی مجلہ "کاروان" کی ادارت بھی سنبھال لی۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران ۱۹۴۱ میں برطانوی فوج کے محکمہ تعلقات عامہ میں کمیشن حاصل کیا اور برطانوی فوج کے شعبہ تعلقات عامہ میں بطورِ ڈپٹی ڈائریکٹر کی حیثیت سے کام کیا۔ ساتھ ساتھ نظم و نثر میں بھی جوہر دکھاتے رہے۔ مجید بیک وقت صحافی، شاعر اور ادیب تھے۔ ان کی دو کتابیں جواب (ڈراموں کا مجموعہ) اور خرمن جاں (نظم و نثر) نے تصنیفی سفر طے کیا. حکومتِ پاکستان کے پرنسپل انفارمیشن افسر کے طور پر بھی خدمات انجام دیں، روزنامہ "امروز" اور روزنامہ "پاکستان ٹائمز" کے مینجنگ ڈائریکٹر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ مجید ملک "تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاک وہند" کی ترتیب و تالیف کا کارنامہ سر انجام دینے والے دانشوروں میں بھی شامل تھے۔ کیپٹن شاکر کنڈان کا کہنا ہے:

" مجید ملک روزنامہ مسلم اوٹ لک اور ہفت روزہ سن رائز کے مدیر رہے۔ برطانوی فوج میں شعبہ تعلقات عامہ میں کمیشن حاصل کیا جب کہ روزنامہ پاکستان ٹائمز اور امروز لاہور میں بطورِ مینجنگ ڈائریکٹر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔"(۱۹)

انہوں نے ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۶ کو کراچی میں وفات پائی۔

کرنل مسعود احمد:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

اُردو کے مقبول کالم نگار، ادیب اور صحافی مسعود احمد ۷ جولائی ۱۹۱۴ کو حافظ آباد کے مضافاتی گاوں "کولو تارڑ" میں پیدا ہوئے۔ بی اے کے بعد ۱۹۴۲ میں برطانوی فوج میں بطورِ سپاہی کلرک شمولیت اختیار کی۔ عسکری حلقوں سے معرضِ اشاعت میں آنے والے جریدے "لڑائی کی بات" کے ایڈیٹر بنادیے گئے۔ اسی کا نام بعد آزاں ان کی سفارش پر "جنگ کی خبریں" رکھ دیا گیا۔ ۱۹۴۳ میں اپنی لیاقت کی بنا پر کمیشن حاصل کیا۔ کچھ عرصہ بعد "جوان" کے ایڈیٹر بنادیے گے۔ ۱۹۴۸ میں فوجی سروس سے علیحد گی اختیار کر لی۔ مسعود احمد اور سید ضمیر جعفری نے مشترکہ طور پر راولپنڈی سے روزنامہ "بادشمال" جاری کیا۔ اس کے بعد ۱۹۵۲ میں مسعود احمد ایک مرتبہ پھر پاک فوج کا حصہ بنے اور "ہلال" کے اولین ایڈیٹر بنادیے گے۔ روزنامہ "جنگ" میں "ادھر اُدھر سے" اور روزنامہ "MUSLIM" میں ROVING EYE کے عناوین سے کالم نگاری بھی کرتے رہے۔ ان کی صحافتی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے بریگیڈیئر عنایت الرحمن صدیقی لکھتے ہیں:

> " چراغ حسن حسرت کی نگرانی میں ضمیر، مسعود اور ان کے ساتھی صحافت کے رازوں سے آشنا ہوئے۔ برصغیر کی فوجی صحافت کو مظبوط بنیادوں پر استوار کرنے کا سہرا انہی حضرات کے سر ہے۔"(۲۰)

اُردو کے اولین مزاح نگاروں میں سے تھے۔ ان کا اسلوب منفرد تھا۔ ہلال کے پلیٹ فارم سے کرنل محمد خان ان ہی کی دریافت ہے۔ سچی اور آفاقی سوچ کے مالک تھے۔ اردو کالم نگاری میں "قلم اور کوڑے" کا یہ مصنف ۲۰ مئ ۱۹۹۸ کو اسلام آباد میں منوں مٹی تلے جا سویا۔ یقیناً پہلی گھاٹی سے باب الجنت تک کامیابیاں ان کے قدم چومیں گی۔

کیپٹن منظور حسن:

اردو کے نام ور صحافی، مصنف اور تاریخ گو منظور حسن ۱۸۹۷ کو گوجرانولہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۵ میں اسلامیہ کالج لاہور سے ایم فارسی کرنے کے بعد ہندوستان سے باہر دوسرے ممالک میں خدمات انجام دیں۔ علامہ اقبال سے خط و کتابت رہی۔ ۱۹۴۵ میں ایک رسالہ "سلف وحلف" کے عنوان سے جاری کیا۔ دوسری عالمی جنگ کے زمانے میں فوج میں بطورِ کمیشن افسر شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۵۲ میں فوجی سروس سے ریٹائرمنٹ لے لی۔ گوجرانولہ سے ہفتہ وار رسالہ "العدل" نکالا جو کئی سال تک کامیابی سے جاری ہوتا رہا۔ عنایت الرحمن صدیقی لکھتے ہیں:

> " منظور نامور صحافی بھی تھے۔ ایک ہفتہ وار رسالہ "العدل" نکالا۔۔۔۔۔۔ مطبوعہ کتب اور دیوان کے علاوہ کیپٹن منظور کے سینکڑوں مضامین ملکی اخبارات ورسائل کی زینت بن چکے ہیں۔"(۲۱)

منظور حسن نے ۲۵ نومبر ۱۹۷۳ کو گوجرانولہ میں وفات پائی۔

صوبے دار مصباح الاسلام فاروقی:

پاک فوج کے مایہ ناز مفکر، مقبول صحافی اور ادیب صوبے دار مصباح الاسلام فاروقی ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے کیا اور کم و بیش اسی زمانے میں برصغیر کی برطانوی فوج کے پلیٹ فارم سے عسکری ملازمت کا آغاز کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد پاک فوج سے وابستہ ہوئے اور ترقی کے مراحل طے کرتے ہوئے صوبے دار کے عہدے سے سبک دوش ہوگئے۔ عسکری جریدے "قاصد" سے صحافتی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ روزنامہ "تسنیم" لاہور کے مدیر بھی رہے۔ مختلیف عسکری جرائد اور قومی اخبارات میں ان کی تبصرہ نگاری سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عالمی رجحانات اور قومی و ملی مسائل پر کڑی نظر رکھے ہوئے تھے۔ فاروقی کا منطقی نقطہ نظر ان کے صحافتی شعور کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ادبی تخلیقات میں "فری میسن تحریک"، "پروٹوکول" اور "JAWISH CONSPIRACY" شامل ہے۔ ان کی مترجمہ تخلیقات "چراغ راہ" کراچی میں شائع ہوتی رہیں۔ مکتوب نگاری میں بھی کمال دسترس حاصل تھی۔ عنایت الرحمن صدیقی کا کہنا ہے:

> " فاروقی ایک ممتاز صحافی تھے۔"(۲۲)

ایثار اور اخلاص کا حامل یہ سپاہی صحافی ۱۴ نومبر ۱۹۷۶ کو راہِ جنت پہ روانہ ہوگیا۔ وہ لاہور کے قبرستان میانی صاحب میں آسودۂ خاک ہیں۔

لیفٹیننٹ مظفر احمد ہاشمی:

اردو کے ممتاز شاعر، صحافی اور ادیب مظفر احمد ہاشمی ۱۶ اگست ۱۹۰۵ کو سیالکوٹ کے علاقے چک ہاشمیاں میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کرنے کے بعد ۱۹۲۷ میں لاہور آ گئے۔ ماہنامہ "عالمگیر" اور ماہنامہ "خیالستان" لاہور کے مدیر رہے۔ ۱۹۲۹ میں امر تسر سے ادبی پرچہ "چمنستان" جاری کیا۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران ۱۹۴۰ میں فوج میں بھرتی ہوئے۔ ۱۹۴۹ میں فوج سے لیفٹیننٹ کی حیثیت سے ریٹائرمنٹ لے کر ساہیوال میں سکونت اختیار کر لی۔ اس کے بعد شعر و ادب اور صحافت سے وابستہ رہے۔ ان کی ۶ ادبی تصانیف "حسنِ خیال"، "حسنِ کلام"، "تنویرِ عجم"، "آہنگ ظفر"، "مقالات ظفر" اور "حسنِ ادب" منصہ شہود پہ آچکی ہیں۔ کرنل خالد مصطفیٰ فرماتے ہیں:

" پیر زادہ مظفر ہاشمی ماہنامہ عالمگیر لاہور اور ماہنامہ خیالستان کے مدیر رہے۔ جب کہ انہوں نے اپنا ایک ادبی رسالہ چمنستان امر تسر سے جاری کیا۔"(۲۳)

انہوں نے ۱۲ فروری ۱۹۸۳ کو لاہور میں وفات پائی۔

کیپٹن نذر محمد راشد:

اُردو کے مقبول شاعر، صحافی اور مترجم ن۔ م۔ راشد ۹ نومبر ۱۹۱۰ کو گوجرانولہ کے علاقے اکال گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۲ میں گورنمنٹ کالج لاہور سے معاشیات میں ماسٹر کیا۔ ۱۹۳۱ سے ۱۹۳۲ تک طلبہ کے رسالے "راوی" کے مدیر رہے۔ ۱۹۳۹ میں آل انڈیا ریڈیو سے بطورِ نیوز ایڈیٹر پیشہ ورانہ زندگی کا آغاز کیا۔ حلقہ اربابِ ذوق کے بانی رکن تھے۔ راشد صحافت اور ادارت کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ راشد ماہنامہ "نخلستان" اور ماہنامہ "شاہکار" کے مدیر رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۴۳ میں ان کو برطانوی فوج کے شعبہ تعلقات عامہ میں کمیشن دے دیا گیا۔ تقسیم ہند سے قبل اردو کے عسکری رسائل و جرائد میں ان کا کلام اور نثر شائع ہوتا رہا۔ ۱۹۴۷ میں فوج کو خیر آباد کہہ کر ریڈیو پاکستان سے وابستہ ہو گے۔ ۱۹۴۹ سے ۱۹۵۰ تک ریڈیو پاکستان کے اردو جریدے "آہنگ" اور انگریزی میگزین "PAKISTAN CALLING" کے مدیر رہے۔ ۱۹۵۱ سے ۱۹۵۶ تک اقوام متحدہ کے شعبہ اطلاعات نیو یارک میں خدمات انجام دیں۔ ان کی ادبی تصانیف کی تعداد ۸ ہے۔ کرنل خالد مصطفیٰ لکھتے ہیں:

" دوسری جنگ عظیم کے دوران فوج کے محکمہ تعلقات عامہ میں ملازمت کر لی اور کیپٹن کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ ادارت اور صحافت کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔"(۲۴)

راشد نے ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۵ کو نیو یارک میں وفات پائی۔

حوالدار ناظم علی:

وقار انبالوی کے قلمی نام سے شہرت حاصل کرنے والے ناظم علی ۲۳ جون ۱۸۹۸ کو انبالہ کے علاقے چنار تھل میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۵ میں برطانوی فوج کی پنجاب رجمنٹ میں شمولیت اختیار کر لی۔ ۱۹۱۸ میں ملازمت کو خیر آباد کہہ کر زمیندار اخبار کے اسٹاف میں شامل ہو گے۔ شعر گوئی اور افسانوی نثر میں طبع آزمائی کی۔ دوسری عالمی جنگ میں ایک مرتبہ پھر فوج میں شامل ہو کر مصر میں ابزرور کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ وقار انبالوی مختلف اوقات میں روزنامہ "احسان" لاہور، روزنامہ "سفینہ" لاہور اور روزنامہ "وفاق" لاہور کے مدیر بھی رہے۔ ۱۹۵۶ میں روزنامہ "نوائے وقت" سے منسلک ہو گے اور پھر پوری زندگی اسی سے وابستہ رہے۔ وقار انبالوی کی ادبی تصانیف میں "آہنگ رزم"، "زبان حال"، "دیہاتی افسانے" اور "بیان حال" شامل ہیں۔ حکومت پاکستان نے ۱۹۸۴ میں تمغہ امتیاز سے نوازا۔ کرنل خالد مصطفیٰ لکھتے ہیں:

" آپ ممتاز صحافی، شاعر، ادیب اور افسانہ و کالم نگار تھے۔"(۲۵)

جب کہ بریگیڈیئر عنایت الرحمن صدیقی کی دلیل ہے کہ:

" پاکستان کے بزرگ اخبار نویس اور صاحب طرز کالم نگار جناب وقار انبالوی کا اصل نام ناظم علی تھا اور فوجی حلقوں میں حوالدار ناظم کے نام سے معروف تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے سالہاسال کی اخبار نویسی کے ساتھ ساتھ کئی کتابیں بھی لکھیں۔"(۲۶)

وقار انبالوی نے ۲۶جون ۱۹۸۸کو شیخوپورہ میں وفات پائی۔

المختصراً اُردو کا پہلا اخبار ٹیپو سلطان نے جاری کیا۔ فوجی یونٹوں تک محدود رہنے کے باعث عوامی سطح پر متعارف نہ ہو سکا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اُردو زبان و ادب کے فروغ کے ادارے قائم کیے اور اردو صحافت کی باقاعدہ بنیاد کا سہرا بھی انہی کے سر ہے۔ جام جہاں نما اس کا واضح ثبوت ہے۔ ۱۸۵۷ کے بعد برطانوی افواج نے اردو کی سرپرستی کی اور فوجی فورم سے اردو رسائل و جرائد کا اجرا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی فوجی حلقوں سے یہ سلسلہ جاری و ساری رہا۔ پاک فوج کے مختلف اداروں سے معرضِ اشاعت میں آنے والے رسائل و جرائد میں کئی گمنام سیاحتی مقامات، عسکری قلعوں، دروں، جھیلوں، آبشاروں، برفانی علاقہ جات، سرسبز و شاداب وادیوں، پر فضا مقامات، بلند و بالا چوٹیوں، وسیع و عریض میدانوں، لق و دق صحراؤں، پھلوں سے لدے باغات، قدرتی ذخائر سے مالا مال معدنیاتی خطہ جات، ثقافتی اور قبائلی روایات، پاکستان کے دور افتادہ سرحدی علاقہ جات، سرحدوں پر واقع ٹریننگز، سمندر و جنگلات، جنگلی اور آبی حیات سمیت ارض پاک کے تمام تر گوشوں پر تخلیقی سطح کی علمی و ادبی معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ جو ایک طرف وطن عزیز کے جغرافیائی حقائق کی عکاس ہے تو دوسری طرف ان کا تخلیقی بیانیہ اہل وطن کے دلوں میں اپنی دھرتی سے محبت کے جذبات کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

محولہ بالا حقائق کے تناظر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ فوجی حلقوں سے جاری ہونے والے جرائد کی طباعت کا معیار عمدہ ہے۔ عسکری صحافت کے اس قافلے میں شامل باوردی صحافیوں کی شبانہ روز محنت ہی کی بدولت شجر صحافت پہ بہار کا ساماں رہا۔ فوج میں یونٹ کی سطح سے لے کر کور تک ہر سطح پر لائبریریوں میں عسکری رسائل و جرائد موجود ہیں۔ ان صحافیوں نے اپنے منفرد انداز صحافت سے ایسا تخلیقی نوعیت کا مواد ان میں شائع کیا کہ ان میں شائع شدہ مواد معیار کے اعتبار سے کسی بھی مستند ادبی پرچے کے معیار سے کم تر نہیں ہے۔

حوالہ جات :

۱ -عنایت الرحمن صدیقی، بریگیڈیئر، "اربابِ سیف و قلم"، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۷، ص، ۴۲۲

۲ -ایضاً، ص، ۴۲۴ تا ۴۲۵۔

۳ -ایضاً، ص، ۴۲۴.

۴ -ایضاً، ص، ۱۲۱

۵ -ایضاً، ص، ۱۸۷

۶ -مقالہ نگار کی کرنل خالد مصطفیٰ سے فون پر گفتگو: مورخہ ۱۹ستمبر ۲۰۲۱۔

۷ -شاکر کنڈان، کیپٹن، "اردو ادب اور عساکر پاکستان"، جلد اول حصہ اول، سرگودھا: ادارہ فروغِ ادب پاکستان، ۱۹۹۷، ص، ۲۱۴

۸ -خالد مصطفیٰ، کرنل، "وفیات اہل قلم عساکر پاکستان"، لاہور: فکشن ہاوس، ۲۰۱۴، ص، ۲۲۰۔

۹ -شاکر کنڈان، کیپٹن، "اردو ادب اور عساکر پاکستان"، جلد اول حصہ اول، ص، ۷۰

۱۰ -عنایت الرحمن صدیقی، بریگیڈیئر، "اربابِ سیف و قلم"، ص، ۷

۱۱ -ایضاً ص، ۳۳

۱۲ -مقالہ نگار کی کیپٹن شاکر کنڈان سے فون پر گفتگو: مورخہ ۱۹ ستمبر ۲۰۲۱

۱۳ -عنایت الرحمن صدیقی، بریگیڈیئر، "اربابِ سیف و قلم"، ص، ۱۱۰

۱۴ -ایضاً، ص، ۹۴

۱۵ -ایضاً، ص،۹۵

۱۶ -مقالہ نگار کی کرنل خالد مصطفیٰ سے فون پر گفتگو مورخہ ۱۹ ستمبر ۲۰۲۱

۱۷ -خالد مصطفیٰ، کرنل، "وفیات اہل قلم عساکر پاکستان"، ص، ۱۳۰۔

۱۸ -ایضاً، ص، ۱۶۱۔

۱۹ -مقالہ نگار کی شاکر کنڈان سے فون پر گفتگو مورخہ: ۲۳ ستمبر ۲۰۲۱۔

۲۰ -عنایت الرحمن صدیقی، بریگیڈیئر، "اربابِ سیف و قلم"، ص، ۱۰۲۔

۲۱ -ایضاً، ص، ۲۰۔

۲۲ -ایضاً، ص، ۱۵۲۔

۲۳ -مقالہ نگار کی کرنل خالد مصطفیٰ سے فون پر گفتگو مورخہ: ۱۹ ستمبر ۲۰۲۱۔

۲۴ -خالد مصطفیٰ، کرنل، "وفیات اہل قلم عساکر پاکستان"، ص، ۲۳۲ تا ۲۳۳۔

۲۵ -ایضاً، ص، ۲۹۰۔

۲۶ -عنایت الرحمن صدیقی، بریگیڈیئر، "اربابِ سیف و قلم" ص، ۱